(۱۵۱)

دوڑے یہ سن کے پیٹتے ناموس مصطفیٰؐ
ہے ہے کا غل ہوا کہ فلک کانپنے لگا
زینبؑ تھیں آگے آگے کھلے سر برہنہ پا
پیچھے تمام بیبیاں با نالۂ و بکا
سب ایک بار گھر سے کھلے سر نکل پڑے
حوروں کے غول خلد سے باہر نکل پڑے

(۱۵۲)

دیکھا یہ حال جب تو پکارے شہؑ زمن
ہاں ہاں! ابھی نہ روؤ، یہ کیا کرتی ہو بہن
زندہ ابھی ہے اکبرؑ ناشاد و بے وطن
زینبؑ! کہیں خفا نہ ہو تم سے یہ صف شکن
ہم نے تو ہر ملال میں شکر خدا کیا
تم سر برہنہ کیوں نکل آئیں یہ کیا کیا

(۱۵۳)

سب لاش سے لپٹ گئیں رانڈیں بصد الم
ماں جھک کے چومنے لگی لٹکے ہوئے قدم
نبضوں پہ ہاتھ رکھے تھی زینبؑ اسیر غم
کہتے تھے رو کے شاہؑ یہ مہماں ہیں کوئی دم
رہوار سے اتار کے اب گھر میں لے چلو
سب مل کے ان کو خیمہ اطہر میں لے چلو

(۱۵۴)

اکبرؑ نے آنکھیں کھول کے دیکھا ہر اک کا حال
مادر کو روتے دیکھ کے رویا وہ خوشخصال
باہر پھوپھی کے آنے کا صدمہ ہوا کمال
فاخرؔ خموش اب کہ نہیں طاقت مقال
خنجر ملال کا دل زخمی پہ چل گیا
گھوڑے سے لاش اتارتے ہی دم نکل گیا

(از بستۂ مراثی سید محمد افضل رضوی جارچوی صاحب)

ہاتھ تلوار تک آ پہنچا ہے

ندئی الہندی

تھرتھراتے ہوئے کہتے ہیں عدو
دیکھئے خوف سے سناٹا ہے
سنتے ہیں ضیغمِ شبیرؑ کا اب
ہاتھ تلوار تک آ پہنچا ہے

رباعی

ندئی الہندی

دنیا میں سعیدِ ازلی بن جاؤ
غمخوارِ ولی ابنِ ولی بن جاؤ
شبیرؑ کے مقصد کی حفاظت کرکے
انصارِ حسینؑ ابنِ علیؑ بن جاؤ